سلاخوں کے پیچھے

مولانا سید محمد اطہر

تعارف : مولانا سید محمد اطہر ایک جید عالم دین، ادیب و سیاست داں اور جنگِ آزادی کے مرد مجاہد تھے۔ آپ ۱۸/ مئی ۱۹۱۴ء کو قصبہ سونگڑہ کے محلّہ دریا پور میں پیدا ہوئے۔ آپ نے وطنی جذبے کے تحت مرادآباد سے (۱۹۳۰ء میں) اپنی سیاسی اور مجاہدانہ زندگی کا آغاز کیا۔ اس وقت آپ کی عمر صرف پندرہ سال تھی۔ ۱۹۳۲ء میں پہلی بار گرفتار ہو کر دریا گنج جیل میں قید ہوئے۔ آپ مرادآباد کے علاوہ دہلی، دیوبند، سہارن پور اور اڈیشا کی کم و بیش ہر تحریکِ آزادی میں نمایاں طور پر شامل رہے۔ ۱۹۴۲ء میں مولانا کو کٹک سے گرفتار کر کے برہم پور جیل بھیج دیا گیا۔ ٦ جنوری ۱۹۴۵ء کو رہائی عمل میں آئی لیکن نظر بند رہنے کا حکم نافذ کر دیا گیا۔ اڈیشا کے اس مردِ مجاہد کی وفات ١٦/ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو کٹک میں ہوئی اور قدم رسول کٹک میں مدفون ہوئے۔ ذیل کی تحریر مولانا اطہر کی جیل ڈائری ''سلاخوں کے پیچھے'' سے ماخوذ ہے۔ جسے خاور نقیب نے مرتب کر کے MYCA (کٹک) کے زیر اہتمام شایع کیا۔

۱۹۳۸ء کے آخری مہینوں میں تکمیل نصاب ہو چکی تھی۔ مگر میری خواہش فی الحال گھر لوٹ آنے کی نہ تھی۔ گھر والوں کا تقاضہ بڑھ رہا تھا۔ مگر ضلع کانگریس کی نظامت اور صوبہ جمعیت کی دفتری مصروفیت بہت بڑھ گئی تھی۔ ضلع کانگریس کی نظامت اور صوبہ جمیعت کی دفتری ذمہ داری میری راہ میں حائل رہیں۔ ساتھ ہی مرکزی جمعیۃ علماء کا اجلاس بھی قریب کے مہینوں میں بلوایا جا رہا تھا۔ تاہم آل انڈیا کانگریس کے دفتر سے ڈاکٹر اشرف کا مسلسل یہ اصرار بڑھتا ہی رہا کہ مجھے اڈیشا جلد سے جلد پہنچنا چاہیے۔ اجلاس اور ضلع کانگریس کی نظامت سے سبکدوشی کے بعد رسالہ قائد (مرادآباد) کی ذمہ داری مجھ پر پڑ گئی۔ میں مطمئن تھا کہ مناسبِ حال مصروفیت میرے ہاتھ ہے۔ وقت اور حالات کی سازگاری کے پیش نظر میں اڈیشا پہنچ جاؤں گا۔ یکا یک اشرف صاحب کا ایک خط موصول ہوا کہ ''آل انڈیا کانگریس کی طرف سے اڈیشا کی صوبائی اور ضلعی کانگریس کمیٹیوں کو آپ کے اڈیشا پہنچنے کی اطلاع دے دی گئی ہے۔ اور آپ براہ راست اپنے پہنچنے کی تاریخ سے مطلع کر دیجیے۔''

ڈاکٹر اشرف کی ہدایت کے مطابق ۷/دسمبر ۱۹۳۹ء کو کٹک پہنچا۔ کارکنان اڈیشا اگرچہ سخت پارٹی بازی میں مبتلا تھے مگر ایک جماعت جو ضلع کمیٹی پر قابض تھی اس نے میرا خیر مقدم کیا۔ میرے کاموں کے لیے بہت سی سہولتیں فراہم کرنے کا وعدہ کیا گیا۔ اڈیشا میں حالانکہ وزرات مستعفی ہو چکی تھی۔ مگر مسلمانوں کی شکایت تا حال تازہ تھی۔ مسلم لیگ بھی خاصی منظّم اور طاقت ور تھی۔ انھیں جب معلوم ہوا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے راجندر پرساد جی کے بیان کی تائید کی تھی تو ان کی مخالفت از سرنو تازہ ہو گئی۔ کانگریسی مسلمان جو ایک آدھ تھے انھیں اگرچہ کانگریس سے شکایتیں تھیں مگر برابر اپنے اصول پر قائم تھے۔ قوم پرست مسلمان، مسلم آبادی کے اندر کانگریس کا جلسہ کرنے کے خلاف تھے۔ لیکن میرے اصرار پر کئی جلسے کٹک شہر کے اندر منعقد کیے گیے۔ مگر ان کی جانب سے مخالفانہ کارروائی نہیں ہوئی۔ اس صورتِ حال کو دیکھ کر ضلع کانگریس کی طرف سے میرے دورے کا پروگرام طے ہوا۔ اس دورے میں لیگ مخالفین سے دو چار ہونا پڑا۔ مگر میں نے اپنی تقریر کے ذریعہ صورتِ حال پر قابو پا لیا۔ جلسہ کے ختم ہونے کے بعد کیندراپاڑہ کے چند لیگی رضا کاروں نے اپنی وردیاں پھینک کر کانگریس کی رکنیت قبول کر لی۔

(اڈیشا میں) میری ہمت افزائی کے لیے کوئی اخبار یا کانگریس کے سوا اور کوئی جماعت بھی نہیں تھی۔ ان تمام مشکلات اور سیاسی امور کے مقابلے کے لیے میں تنہا رہ گیا تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ بھدرک کی لیگی بہت طاقتور ہے۔ اگر میں وہاں گیا تو ان سب باتوں کا بدلہ بس وہیں اتار لیا جایے گا۔ اس وقت مہتاب بابو بھدرک میں موجود تھے۔ میں بھدرک پہنچ گیا۔ وہاں کے مسلم کارکنوں سے تبادلۂ خیال ہوا۔ سبھوں نے عام جلسہ کرنے کی مخالفت کی۔ مگر میرے اصرار پر جلسے کا بندوبست کیا گیا۔ مہتاب بابو نے بھی اس جلسے میں شرکت کی۔ جلسے کے اختتام پر وردی پوش رضا کاروں نے زبردست مظاہرہ کیا۔ اور نہایت اشتعال انگیز طریقے سے میری موٹر پر چڑھائی کی گئی۔ مگر فوراً ہی حالت پر قابو پالیا گیا۔

کٹک میں ستیہ گرہ (۱۹۴۱ء)

دسمبر ۱۹۴۰ء سے انفرادی سول نافرمانی شروع ہوگئی۔ میں نے اپنا نام گاندھی جی کی منظوری کی پہلی فہرست میں داخل کرنا چاہا۔ مگر پہلی فہرست کی کوئی ایک شرط بھی مجھ پر منطبق نہیں تھی۔ لہٰذا دوسری فہرست کی منظوری میں داخل ہوگیا۔ ۶ رجنوری ۱۹۴۱ کو میں نے خاص مسلم حلقہ قدم شریف کے احاطے میں ستیہ گرہ کیا۔ مسلمان کثیر تعداد میں شریک تھے۔ کانگریس کی طرف سے وداعی پارٹی بھی دی گئی تھی۔ مجھے ۷ ماہ جیل میں گزارنے پڑے۔ رہائی کے بعد میری صحت خراب ہوگئی تھی۔ اگر چہ کانگریس کا کام معمولی طور پر جاری تھا۔ مگر میرا اندازہ ہے کہ میرے ہونے یا نہ ہونے کی کسی کو بھی پرواہ نہ تھی۔ اسی دوران وزارت بن گئی۔ کانگریس کے خلاف زہر اگلا جانے لگا۔ مجھ سے نہ رہا گیا۔ کٹک پہنچ کر عام جلسہ میں وزرات پر عدم اعتماد کی تجویز پیش کی۔ اس عدم اعتماد کے جلسے میں مخالفین کی طرف سے بڑا ہنگامہ شروع کر دیا گیا۔ بڑی کشمکش کے بعد عدم اعتماد کی تجویز منظور ہوئی۔ عین موقع پر ڈاکٹر مہتاب بھی رہا ہو کر آگیے۔ ان کی وجہ سے وزارت کے خلاف کئی عام جلسے ہویے۔ باوجود علالت کے میں ہر کانفرنس میں شرکت کرتا رہا۔ وزارت پر عدم اعتماد کا دعویٰ اسمبلی میں پیش ہونے والا تھا۔ میں مولانا ابوالکلام آزاد سے ملنے کلکتہ گیا اور مولانا آزاد کی ہدایت کے مطابق اس سلسلے میں مجھ سے جو کچھ ہوسکا وہ میں نے کیا

★★★

سوالات

۱۔مولانا اطہر نے اپنی تعلیم کب مکمل کی؟
۲۔ڈاکٹر اشرف کے اصرار پر مولانا کب کٹک پہنچے؟
۳۔کس جلسے میں مہتاب بابو بھی شریک تھے؟
۴۔مولانا اطہر کا نام گاندھی جی کی کون سی فہرست میں شامل تھا؟
۵۔کٹک میں ستیہ گرہ کب اور کہاں ہوا؟
۶۔ستیہ گرہ کے بعد مولانا کتنے مہینوں تک جیل میں رہے؟
۸۔مولانا آزاد سے آپ کی ملاقات کہاں ہوئی؟

مشق

۱۔لفظ و معنی:

لفظ	معنی	لفظ	معنی
نصاب	پڑھائی کا کورس	رضا کار	اپنی مرضی سے کام کرنے والا
نظامت	انتظام۔ناظم کا کام	انجام	خاتمہ۔آخری
ہدایت	حکم۔رہبری	اختتام	آخر۔خاتمہ
خیرمقدم	استقبال	اشتعال	آگ بھڑکانا۔جوش
رکنیت	رکن ہونا۔ممبر شپ	منطبق	موافق۔ٹھیک
علالت	بیماری	کشمکش	کھینچا تانی۔جھگڑا
مستعفی	چھوڑنے والا	امور	امر کی جمع۔حکم،کام

۲۔ متضاد، لفظِ ضد سے بنا ہے۔ جس کے معنی ''الٹا'' ہے جیسے:

صبح/شام، حلال/حرام/استاد/شاگرد
ذیل میں دیے گیے الفاظ کی ضد لکھیے ۔اندر۔مشکل۔طاقت ور۔سخت۔اول۔قید۔فائدہ
۳۔قوسین میں دیے گیے لفظوں میں سے صحیح لفظ چن کر خالی جگہوں کو پر کیجیے۔
(٦ جنوری ۱۹۴۱، ڈاکٹر اشرف، قائد، کٹک۔ستیہ گرہ)
(الف) رسالہ.....................کی ذمہ داری مجھ پر پڑ گئی۔
(ب) آل انڈیا کانگریس کے دفتر سے............کا مسلسل اصرار بڑھتا رہا کہ مجھے............جلد پہنچنا چاہئے۔
(ج) میرے اصرار پر کئی جلسے......شہر کے اندر منعقد کیے گیے۔
(د)......کو میں نے قدم شریف کے احاطے میں......کیا۔

۴۔ذیل کے انگریزی الفاظ کے معنی استاد سے پوچھ کر کاپی میں تحریر کیجیے:

کمیٹی۔پارٹی۔پروگرام۔الیکشن۔فنڈ۔رزلٹ۔سِول۔
۵۔اسم سے مراد وہ کلمہ یا لفظ ہے جس سے کسی شخص، چیز یا جگہ کا نام معلوم ہو۔ مثلاً اشرف۔اڈیشا۔قلم۔رسالہ۔دہلی وغیرہ۔اس سبق سے پانچ اسم تلاش کر کے کاپی میں لکھیے۔

٦۔ مفید معلومات:

(الف) دین اسلام کے جاننے والے عالموں کی ایک قدیم تنظیم جو جمعیۃ العلما ہند کے نام سے مشہور ہے، ۱۹۱۹ء میں قائم ہوئی۔اس ادارے سے جڑے ہویے عالموں نے جنگ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور سیکڑوں علما نے ملک کی آزادی کے لیے اپنی جانیں قربان کیں۔مولانا اطہر کا تعلق جمیعۃ العلما ہند سے بھی تھا۔
(ب) جنگ آزادی کے وقت ''مسلم لیگ'' نام کی ایک تنظیم بہت ہی فعال تھی۔لیکن اس کے اصول اور نظریات مختلف ہونے کی وجہ سے اس وقت کے کئی جانے مانے لوگ اس کے خلاف تھے۔
(ج) ڈاکٹر ہرے کرشن مہتاب جنگ آزادی کے ایک مجاہد تھے۔اڈیشا کے وزیر اعلیٰ (چیف منسٹر) کی حیثیت سے ان کے کئی کارنامے روشن ہیں۔مولانا اطہر اڈیشا اسمبلی کے ممبر (ایم ال اے) بھی تھے۔
(د) دنیا کے بڑے بڑے لوگوں نے اپنی زندگی کے حالات لکھے ہیں۔اس قسم کی تحریر کو ''خودنوشت'' یا ''آپ بیتی'' کہتے ہیں۔

★★★